



<https://alamin.tuf.edu.pk/>

Al-Amīn (Faisalabad)

ISSN (print): 2790-6507; ISSN (online): 2790-6515

Volume 2; Issue 2; Article No. 24020203

RESEARCH ARTICLE

متکلمین اشاعرہ اور ماتریدیہ کی تصنیفی خدمات کا جائزہ

An Overview of the Writings of the Ash'arite and Maturidi Theologians

Farhan Akhtar

Islamic Studies department

Dar-ul-Madina International University, Islamabad.

Email: farhan35859@gmail.com

Muhammad Khalid Raza

Department of Islamic Studies

The University of Faisalabad.

Paper history

Received: 20 March 2024

Revised: 18 April 2024

Accepted: 20 May 2024

Published online: 12 July 2024

Abstract

There are two types of religious sciences, one is related to action, which is called the science of jurisprudence and the science of branches, and the other is related to belief, which is called the science of theology and the science of principles. The science of theology is also called the science of belief and the science of monotheism and attributes. In the science of jurisprudence, acts of worship, transactions, disputes and crimes, etc., all matters related to action come under the science of faith and belief, and in the science of beliefs and the science of theology, those matters that are related to faith and belief are discussed, such as the existence of Allah Almighty, His oneness and other attributes, the existence of angels, revelation, prophet hood, destiny, gathering and spreading, heaven and hell, etc. During the era of the Prophet and the era of the Companions, the science of theology was not codified as an art, because due to the blessings of the company of the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him), the Companions were firm in their beliefs, and there were few differences in religion, which made it necessary to explain the beliefs with the details that are required in codification. But after the era of the Companions, when differences arose in the principles of religion, and separate sects began to emerge, there was a need to organize and compile the principles of religion, so that the details of negation and affirmation of religion could be established on a solid foundation, and detailed answers could be given to the doubts raised regarding religious matters. The science of theology and the science of faith, which deals with detailed arguments, are called the science of theology and the science of faith. The reason for giving it the name science of theology is either that the most important and controversial discussion of this art is related to the attribute of speech of Allah Almighty, or that after acquiring this art, one gains the power to research the Sharia and to speak on the refutations of the deniers.

Keywords

Religious Sciences, Jurisprudence, Belief, Refutations, Principles.



تعارف

دینی علوم کی دو قسمیں ہیں، ایک کا تعلق عمل سے ہے جس کو علم فقہ و علم الفروع کہا جاتا ہے، دوسرے کا تعلق عقیدہ سے ہے جس کو علم کلام اور علم الاصول کہا جاتا ہے۔ علم کلام کو ہی علم العقیدہ اور علم التوحید والصفات بھی کہا جاتا ہے۔ علم فقہ میں عبادات، معاملات، خصومات اور جنایات وغیرہ وہ سارے امور آتے ہیں جو عمل سے متعلق ہوتے ہیں، اور علم العقائد والکلام میں ان امور سے بحث کی جاتی ہے جن کا تعلق ایمان اور عقیدہ سے ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ کا وجود، اس کی وحدانیت اور دیگر صفات، فرشتوں کا وجود، وحی، رسالت، تقدیر، حشر و نشر، جنت و جہنم وغیرہ۔

علم کلام کی تدوین اور تاریخ

عہد رسالت اور عہد صحابہ میں علم کلام ایک فن کی حیثیت سے مدون نہ تھا، کیوں کہ حضور اقدس ﷺ کی صحبت کی برکت سے صحابہ کرام عقائد میں راسخ تھے، اور دین میں اختلافات بھی کم تھے، جس کے سبب ضرورت تھی کہ عقائد کو ان تفصیلات کے ساتھ بیان کیا جائے جس کا تقاضا تدوین میں ہوتا ہے۔ لیکن عہد صحابہ کے بعد جب اصول دین میں اختلافات پیدا ہوئے، اور الگ الگ فرقے وجود میں آنے لگے تو اصول دین کی ترتیب و تدوین کی ضرورت پڑی، تا کہ نفی و اثبات دین کی تفصیلات کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا جائے، اور امور دین کے متعلق جو شبہات وارد کیے جاتے ہیں ان کے تفصیلی جوابات دیئے جائیں۔ انہیں دینی عقائد کو تفصیلی دلائل کے ساتھ جانے کا نام علم کلام اور علم العقیدہ ہے۔ اسے علم کلام نام دینے کا سبب یا تو یہ ہے کہ اس فن کی سب سے اہم اور نزاعی بحث اللہ تعالیٰ کی صفت کلام سے متعلق ہے، یا یہ کہ اس فن کو حاصل کر لینے کے بعد شریعات کی تحقیق اور منکرین کے رد و انکار پر کلام کرنے کی قدرت حاصل ہو جاتی ہے۔

اسلام میں معتزلہ وہ پہلا گروہ تھا جس نے عقائد کے باب میں ظاہر سنت رسول ﷺ اور صحابہ کے مذهب کے خلاف عقلی بنیادوں پر اصول و قواعد کی بنیاد ڈالی۔

اس کا قصہ یہ ہوا کہ معتزلہ کے سردار واصل بن عطاء نے حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کی مجلس سے یہ کہتے ہوئے علیحدگی اختیار کر لی کہ جو گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے وہ مومن ہے نہ کافر، یعنی ایمان و کفر کے درمیان ایک منزل کا قائل ہوا، یہ دین میں نئی بات تھی، حضرت حسن بصری نے فرمایا "لقد اعتزل عنا" یہ ہم سے الگ ہو گیا۔

اس طرح اس کے گروہ کانام معتزلہ (الگ ہونے والا) پڑا لیکن معتزلہ خود کو "اصحاب العدل والتوحید" کہتے ہیں۔ آغاز میں اس فن کی کمان معتزلہ کے ہاتھ میں تھی، انہوں نے اسلام مخالف جماعتوں کو جو اسلامی معتقدات پر عقلی اعتراضات کرتے تھے عقلیات ہی سے جوابات دیئے، چنانچہ اسلامی اصول و احکام میں معتزلہ کی اباحت کچھ لوگوں میں مقبول ہونے لگیں، یہاں تک کہ صحابی رسول حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی نسل سے حضرت امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ منظر عام پر آئے جو اس وقت تک معتزلہ کے گروہ میں شامل تھے، ایک بار انہوں نے اپنے استاد ابوعلی جبائی سے کہا: تین بھائیوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن میں ایک نافرمان ہو کر مرا، دوسرا نیکوکار ہو کر اور تیسرا بچپن ہی میں فوت ہو گیا۔ بولا: پہلا جہنم میں جائے گا، دوسرا جنت میں، اور تیسرے کو نہ ثواب ہوگا نہ عذاب۔ اس پر امام اشعری نے کہا: اگر تیسرا شخص رب سے عرض کرے اے میرے پروردگار! مجھے صغر سنی میں کیوں وفات دی؟ مجھے بڑا ہونے کیوں نہ دیا کہ تجھ پر ایمان لاتا اور تیری اطاعت کر کے جنت میں داخل ہوتا؟ تو رب کیا کہے گا؟ بولا: رب کا ارشاد ہو گا: مجھے تیرے بارے میں معلوم تھا کہ تو بڑا ہو کر نا فرمانی کرتا اور جہنم میں جاتا، تو تیرے لیے بہتر تھا کہ تو صغر سنی میں وفات پا جائے۔ امام اشعری نے کہا: اگر دوسرا بولے: اے میرے پروردگار! مجھے چھوٹی عمر میں وفات کیوں نہ دی؟ تا کہ میں تیری نافرمانی نہ کرتا اور جہنم میں نہ جاتا تو رب کیا ارشاد فرمائے گا؟ اس پر جبائی لا جواب ہو گیا لہذا امام ابوالحسن اشعری نے اس کا مذہب ترک کر دیا، پھر معتزلہ کا رد اور سنت کی حمایت شروع کر دی۔ چنانچہ مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت آپ ہی کی راہ پر چل پڑی جو بعد کو "اہل سنت و جماعت" مشہور ہوئے۔¹

متکلمین اہل سنت کی دو جماعتیں متقدمین و متاخرین

اہل سنت و جماعت کے ذریعے جو علم کلام مدون ہوا اس کو دونہج پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(1) متقدمین کا علم کلام۔ (2) متاخرین کا علم کلام۔

متقدمین کا علم کلام دلائل قطعیہ پر مبنی تھا جس کی اکثر اباحت دلائل سمعیہ یعنی قرآن و حدیث سے مؤید تھیں، یعنی اس میں فلسفہ کا اختلاط نہ تھا، یہی وجہ ہے کہ ان کا زیادہ تر اختلاف اسلامی فرقوں خصوصاً معتزلہ سے تھا۔

پھر یونانی فلسفہ کا عربی میں ترجمہ ہوا اور مسلمانوں نے بھی اس میں دلچسپی لی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ علم کلام

کے ساتھ فلسفہ کا خلط ملط شروع ہو گیا علم کلام کے ساتھ فلسفہ کا اختلاط اس لیے ہوا کہ علم کلام کے مباحث کو فلسفہ کے اصول و مباحث پر بھی ثابت کیا جائے اور ساتھ ہی فلسفہ کے فاسد نظریات کا رد و ابطال کیا جائے۔ چنانچہ علم کلام میں طبعیات و الہیات و ریاضیات شامل کر لی گئیں، یہ متاخرین کا علم کلام ہے۔ متاخرین کے علم کلام میں فلسفہ کے اثر و رسوخ اور اس کی بحثوں کا فلسفیانہ رنگ و آہنگ ہی وہ سبب ہے کہ بہت اکابر علمائے امت نے علم کلام سے منع کیا، اور اس سے تعلیم یا تعلم کسی طرح کا شغل رکھنے والوں کی مذمت کی ہے۔ یہ ممانعت دراصل ان لوگوں کو ہے جو اس کے اہل نہیں، کیوں کہ علم کلام کی بحثوں میں اگر خطا ہو جائے تو دین و ایمان کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے، نیز یہ مذمت ان متعصبین کی ہے جو لوگوں کے عقائد میں خلل ڈالنے کے مقصد سے علم کلام سے بحث کرتے ہیں۔²

اہلسنت کے دو گروہ اشعری اور ماتریدی

بعد میں اہل سنت و جماعت کا علم کلام بھی دو گروہ میں تقسیم ہو گیا۔ ایک کے سرخیل حضرت امام ابو الحسن اشعری قرار پائے جن کے متبعین کو "اشاعرہ" کہا جاتا ہے، اور دوسرے کے قائد حضرت امام ابو منصور ماتریدی ہوئے جن کے متبعین کو ماتریدیہ کہا جاتا ہے۔ ان دونوں کا اختلاف کافی حد تک لفظی یعنی تعبیر و توجیہ کا ہے، ورنہ یہ دونوں اہل سنت و جماعت ہی کے مذہب ہیں، اور دونوں اہل حق ہیں۔ ان کے سوا متعدد گروہ پیدا ہوئے جو جادہ حق سے ہٹ جانے کے سبب گمراہ اور باطل قرار پائے، جن میں معتزلہ، کرامیہ، جبریہ، قدریہ، مشبہ، خوارج اور روافض مشہور فرق ہوئے۔ علم کلام کے حوالے سے اشاعرہ اور ماتریدیہ کی تصنیفی خدمات گراں قدر ہیں جو کہ تعلیم و تعلم کے ساتھ شغف رکھنے والوں کے لئے نہایت قیمتی اثاثہ ہیں، جن میں سے چند ایک کا تذکرہ درج ذیل ہے

کتب اشاعرہ

مقالات الاسلامیین و اختلاف المصلین

یہ کتاب امام اہل سنت امام ابو الحسن علی بن اسماعیل اشعری کی تصنیف ہے۔ اس میں آپ نے صدر اسلام سے اپنے عہد تک مسلمانوں کے مابین رونما ہونے والے اختلافات اور ان کی بنا پر پیدا ہونے والے مختلف نظریات اور مذاہب کا ذکر کیا ہے۔ آغاز "امہات الفرق" سے کیا ہے جو دس ہیں، پھر ان دسوں فرقوں کے ذیلی فرقے کا تفصیلی ذکر کیا، اور ان کے اقوال و نظریات بھی پیش کیے، مجموعی اقوال و نظریات کی تعداد (۳۰۲) ہے۔ یہ کتاب چونکہ امام الاشاعرہ حضرت امام ابو الحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے اس لیے اقوال و مذاہب کے تعلق سے یہ بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔

الاقتصاد فی الاعتقاد

یہ امام غزالی شافعی اشعری غزالی کی کتاب ہے جو چار تمہید اور چار مقاصد پر مشتمل ہے، جن کے ضمن میں وجود باری تعالیٰ سے لے کر امامت تک کا مفصل بیان ہے۔ اس کے آخر میں تکفیر کے اصول بیان کیے گئے ہیں۔ اس کتاب کے آغاز میں امام غزالی فرماتے ہیں کہ اعتقاد میں افراط و تفریط کی بجائے اعتدال و میانہ روی ہونا چاہیے نہ کہ وہ جوحشویہ کا طریق کار ہے کہ اندھی تقلید کرنا اور ظواہر کو ہر حال میں ظاہر پر محمول کرنا، اور نہ وہ جو فلاسفر اور معتزلہ کا طریق کار ہے کہ ہر بات میں عقل کا گھوڑا دوڑانا۔ بلکہ جادہ حق یہ ہے کہ تقاضائے عقل اور تقاضائے شرع دونوں کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ کیوں کہ شرع منقول و حق معقول میں کوئی تضاد نہیں، اسی لیے اس کتاب کا نام آپ نے "الاقتصاد فی الاعتقاد" رکھا، یہ کتاب اہل سنت و جماعت کے معتقدات کی بنیادی کتاب مانی جاتی ہے۔ امام غزالی کی ایک تصنیف "تہافت الفلاسفہ" بھی علم کلام کی اہم کتاب ہے جو دراصل فلاسفہ کے اصول و نظریات کے رد پر مشتمل ہے۔³

کتاب الاربعین فی اصول الدین

یہ کتاب امام مسلمین امام فخر الدین رازی اشعری کی تصنیف ہے اور عقائد اہل سنت میں ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے، اس کو امام رازی نے چالیس اصولی مسائل پر ترتیب دیا ہے، جن کا آغاز "حدوث عالم" کی تفصیل سے، اور اختتام "امامت" کے مسئلے پر کیا ہے، پھر چالیسویں اصل کے طور پر عقلیات کے اثبات کے لیے چند مقدمات ذکر فرمائے۔ صفات الہیہ ثبوتیہ و سلبیہ میں اکثر پر مستقل باب قائم کر کے کلام فرمایا، امام رازی چونکہ اشعری ہیں اس لیے انھوں نے اس میں حسن و قبح شرعی پر بھی مستقل کام کیا ہے۔ اس میں عصمت انبیا پر عام کتب کلامی سے زیادہ تفصیل موجود ہے۔

مواقف و شرح مواقف

"مواقف" کے مصنف حضرت علامہ قاضی عضدالدین عبدالرحمن ایچی اشعری ہیں جو علامہ سعدالدین تفتازانی کے استاذ ہیں، علم کلام میں ان کا ایک "رسالہ عضد یہ" بھی ہے۔ مواقف کی شرح علامہ سید شریف علی بن محمد جرجانی نے کی ہے جو "شرح مواقف" کے نام سے مشہور ہوئی۔ علامہ سید شریف جرجانی کی شرح مواقف کو معقولات اور علم کلام میں درجہ استناد حاصل ہے۔ اس کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ متعدد ماہرین نے شرح مواقف پر حواشی لکھے ہیں، جن میں علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی کا حاشیہ اور علامہ حسن چلیی کا حاشیہ بہت مشہور ہے، جو شرح مواقف کے ساتھ بطور حاشیہ شائع بھی ہوتا ہے۔

شرح مقاصد

یہ علامہ سعدالدین تفتازانی اشعری کی شہرہ آفاق تصنیف ہے، اسے بھر پور فنی انداز میں ترتیب دیا ہے متن اور شرح دونوں کے مصنف آپ ہی ہیں۔ آپ کے مقدمے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس تصنیف کے دوران آپ انقلابات زمانہ سے گزرے، حالات بدلتے رہے یہاں تک کہ جب دوبارہ حالات سازگار ہوئے تو اس تصنیف کی تکمیل فرمائی۔ مصنف نے اس کتاب کو چھ مقاصد پر ترتیب دیا ہے جس میں پہلے مقصد "مبادی" اور دوسرے "امور عامہ" نے پوری تصنیف کو عقلیات اور حکمت کا شاہکار بنادیا ہے۔ علما اور طلباء جو علامہ تفتازانی کی مختلف فنی کتابوں کے عادی ہو چکے ہیں انہیں اس کتاب سے بھی حظ اٹھانا چاہیے۔⁴

الاعلام بقواطع الاسلام

امام احمد بن محمد بن علی بن حجر المکی الہیثمی اشعری کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب امام ابن حجر مکی نے ان اعتراضات کے جواب میں لکھی جو ان کے ایک فتوے پر کیے گئے۔ مسئلہ یہ تھا کہ کسی نے کسی کو کہہ دیا: اے کتے! اے دین سے محروم! امام ابن حجر مکی نے اس قول کو سخت حرام قرار دیا، اور فرمایا: "بلکہ کفر بھی ہو سکتا ہے وفاقاً تعزیر شدید کا مستحق ہے۔" اب اعتراض ہوا کہ آپ نے ایسی بات پر کفر کا فتویٰ دے دیا ہے جو کفر نہیں، لہذا ایسا فتویٰ دینا خود ہی کفر ہے۔ اس پر آپ نے اس کی پوری حقیقت فرمائی کہ کسی کو کافر کہنا کب کفر ہوتا ہے اور کب نہیں؟ خلاصہ یہ کہ "الاعلام بقواطع الاسلام" کفر و تکفیر کے مسئلہ کی تحقیقات کا مجموعہ ہے۔

کتب ماتریدیہ

الفہم الاکبر اور اس کی شرح منح الروض الازہر

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "الفہم الاکبر" علم کلام کی اولین کتاب مانی جاتی ہے، ماہرین نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اس کی نسبت پر جزم کیا ہے۔ اس کی متعدد شرحیں لکھی گئیں، جن میں علامہ علی القاری حنفی کی شرح "منح الروض الازہر" کے نام سے سب سے مقبول ہوئی۔ ہمارے پیش نظر ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر کا بیروت کا نسخہ ہے جس میں مصنف نے "الفہم الاکبر" کی مفصل شرح کے ساتھ ساتھ امام ابوحنیفہ کے وصایا کو بھی درج کر دیا ہے، وصایا کا پورا متن ایک ساتھ شامل نہیں کیا، بلکہ اس کی مختلف عبارتیں جن مباحث سے متعلق تھیں ان کے ساتھ شامل کر دیں۔ نیز اس کے آخر میں ضمیمہ کے طور پر اپنی طرف سے علم کلام کے چند مباحث کا اضافہ کیا ہے جس میں اہم مباحث کلامیہ خصوصاً ایمان و کفر کی بحث اور اس سے متعلق کلمات علما درج کیے ہیں۔⁵

العقیدۃ الطحاویہ

امام ابو جعفر طحاوی حنفی کی یہ کتاب علم کلام میں بنیادی ماخذ میں شمار کی جاتی ہے، امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کا آغاز ان کلمات سے کرتے ہیں

"هذا ذكر ان عقيدة أهل السنة والجماعة على مذهب فقهاء الملة أبي حنيفة النعمان وابن ثابت الكوفي وأبي يوسف يعقوب بن إبراهيم الأنصاري وأبي عبد الله محمد بن الحسن الشيباني رضوان الله عليهم أجمعين."⁶

"یعنی ائمہ ثلاثہ (امام اعظم، امام ابو یوسف اور امام محمد) کے مذہب کے مطابق اہل سنت و جماعت کے معتقدات کا بیان ہے۔"

متن طحاویہ کی بے شمار شروح لکھی گئیں اور ان کی کتاب اہل علم میں مقبول و متداول مانی جاتی ہے۔

کتاب التوحید

یہ کتاب اہل سنت و جماعت کے امام ابو منصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف

ہے۔ اس کتاب کا پورا نام "کتاب التوحید واثبات الصفات" ہے۔ چونکہ یہ کتاب امام ابو منصور امام الماتریدیہ کی تصنیف ہے اس لیے بھی علم کلام کی قدیم ترین اور بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں بھی مسلمانوں میں پیدا ہونے والے مختلف فرقوں خصوصاً معتزلہ اور فلاسفہ کے نظریات پیش کیے گئے ہیں۔ اگرچہ اس کی عبارت عام فہم نہیں ہے مگر اپنے مذہب کی تائید میں پوری تفصیل کی گئی ہے، اس لحاظ سے اس کو قدیم کتب کلا میہ میں ضخیم ترین کتاب کہا جاسکتا ہے۔

تبصرة الادلة

یہ کتاب امام ابوالمعین میمون بن محمد نسفی ماتریدی کی تصنیف ہے جس کا پورا نام "تبصرة الادلة فی اصول الدین" ہے۔ یہ کتاب امام ابو منصور ماتریدی کے مسلک پر لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب امام ابو منصور ماتریدی کی "کتاب التوحید" کے بعد مسلک ماتریدی کا دوسرا ماخذ مانی جاتی ہے۔ اس میں جابجا معتزلہ کے موقف کا رد کیا گیا ہے۔ علم کلام کے اہم ابواب کا احاطہ کیا گیا ہے، خصوصاً الہیات کے تمام مباحث پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے، اور آخر میں نبوت کے مباحث میں رسالت و معجزات کے بیان کے بعد حضور اقدس ﷺ کی رسالت کے اثبات کو نہایت ہی معقول اور دلکش انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں ابطال تشبیہ، ایمان مقلد، نبوت و رسالت کا اثبات ممتاز ابحاث ہیں۔

عقائد نسفیہ و شرح عقائد نسفیہ

العقائد النسفیہ امام نجم الدین ابو حفص عمر نسفی فی ماتریدی کی کتاب ہے، امام احمد رضا قدس سرہ نے آپ کو معلم جن و انس اور مفتی الثقلین کے لقب سے یاد کیا ہے۔ عقائد نسفیہ کی شرح علامہ سعد الدین تفتازانی نے کی، جو شرح عقائد نسفیہ کے نام سے مشہور ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ امام نسفی ماتریدی ہیں اور علامہ تفتازانی اشعری، لہذا متن اور شرح میں کہیں کہیں یہ اختلاف بھی ظاہر ہو جاتا ہے، تاہم امام العلوم والفنون تفتازانی کا اعتدال اور تسامح ہی کہیے کہ کئی مقام پر مثلاً "تکوین صفت باری" کے بیان میں موقع و محل ہونے کے باوجود آپ نے اس اختلاف کو دبائے رکھنے کی زحمت کی ہے، جس کا اندازہ بین السطور سے خوب ہوتا ہے۔

علامہ تفتازانی کی یہ شرح ان کی دیگر کتابوں کی طرح ایسی مشہور و مقبول ہوئی کہ اس پر کافی علماء نے حواشی لکھے، ان حواشی میں برصغیر میں سب سے زیادہ مقبولیت علامہ عبد العزیز فرہاری کے حاشیہ "نبراس" کو حاصل ہوئی۔ اس پر علامہ احمد خیالی، ملا احمد جندی، علامہ عصام الدین اسفرانی کے بھی حواشی ہیں، اور ان حواشی پر بھی حواشی لکھے گئے، جن میں علامہ خیالی پر علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی کا حاشیہ مشہور ہے۔ شیخ احمد فرید مزیدی ازہری نے "نبراس" کے علاوہ مذکورہ تمام حواشی اور اس کے علاوہ مزید حواشی ایک جگہ جمع کر کے "شروح وحواشی العقائد النسفیہ" کے نام سے 1433ھ میں بیروت سے شائع کیا ہے۔ یہ مجموعہ حواشی علم کلام کے شائقین کے لیے کسی تحفہ سے کم نہیں۔

درس نظامی کے موجودہ مروج نصاب میں اگر علم کلام کی یہی اکلوتی کتاب شرح عقائد شامل ہو تو ہمارا مشورہ ہے کہ اس کی ابحاث پر کلیۃً قناعت نہ کی جائے، مثلاً برہان تمانع کاحجت اقناعیہ قرار دینا، لعن یزید کا مسئلہ وغیرہ، دیگر بڑی کتب کا مطالعہ نہ ہو سکے تو کم از کم المعتمد المستند یا بہار شریعت اول کا مطالعہ ضرور رکھنا چاہیے، ہاں فن کی تعلیم و تعلم کے اعتبار سے شرح عقائد نسفیہ بے مثال کتاب ہے۔⁷

بہار شریعت حصہ اول

صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی ماتریدی کی تصنیف ہے۔ بہار شریعت جو کہ فقہی مسائل پر مرتب کی گئی ہے یہ اس کا پہلا حصہ عقیدہ و اصول کا جامع ہے۔ چوں کہ بہار شریعت آپ نے افادہ عوام کے لیے تصنیف کی اس لیے اس کا پہلا حصہ عقائد پر رکھا، کہ جس طرح لوگوں کو شرعی مسائل کی ضرورت ہے اس سے کہیں زیادہ عقائد کی تفصیل سمجھنے کی ضرورت ہے۔ یہ اس اعتبار سے بہت اہم کتاب ہے کہ اس میں دلائل و ابحاث کے بغیر عقائد اہل سنت و جماعت کا خلاصہ درج کیا گیا ہے۔ جگہ جگہ مصنف نے علم کلام کی مشکل ابحاث کو بطور خلاصہ تحقیق چند جملوں میں بیان کر دیا ہے۔ علم کلام کے طالب علم کو بڑی بڑی کتابیں پڑھتے وقت تمہید اور معاون کے طور پر اس کتاب کو مطالعہ میں رکھنا چاہیے۔⁸

علم کلام میں امام احمد رضا ماتریدی کی خدمات

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز نے اپنی تصنیفات کلامیہ میں کافی کتب کلا میہ سے استدلال و اقتباس کیا ہے، جن میں وہ کتابیں شامل ہیں جن کا گزشتہ صفحات میں ذکر ہوا، ان کے علاوہ درج ذیل مزید کتابیں شامل ہیں۔ مثلاً: "وصایا" امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی کی "المطالب الوفیہ" اور "الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیہ"، امام عبد الوہاب شعرانی کی "میزان الشریعۃ الکبریٰ" اور "الیواقیت والجواہر فی عقائد

الاکا بر" ، شیخ اکبر علامہ محی الدین ابن عربی کی "فتوحات مکہ" ، امام ماتریدی کی "شرح فقہ اکبر" ، امام ابو الحسن اشعری کی "الابانۃ فی اصول الدیانۃ" ، امام الحرمین قدس سرہ کی "کتاب الارشاد" ، حاشیہ حسن چلبی" ، "فواتح الرحموت" - امام عبد العزیز بخاری کی "کشف الاسرار" اور "غایۃ التحقیق" ، امام سنوی کی "شرح ام البراہین" ، "زبدۃ التحریر" ، علامہ قاسم ابن قطلو بغا تلمیذ امام ابن ہمام کا "مسایرہ" پر حاشیہ ، "شرح السنوسی للجزائریہ" ، علامہ بیضاوی کی "طوالع الانوار" ، اور اس کی شرح "شرح طوالع الانوار" ، امام فخر الدین رازی کی "تفسیر کبیر" ، فاضل سیف الدین ابہری کی "شرح مواقف" ، شرح عقائد جلالی یعنی "الدوانی علی العقائد العضدیہ" ، "مسلم الثبوت" ، اس پر مولانا نظام الدین سہالی کی "شرح مسلم الثبوت" ، نیز بحر العلوم علامہ عبدالعلی کی "شرح فواتح الرحموت" ، علامہ خیالی کا "حاشیہ خیالی علی شرح العقائد النسفیہ" ، "مختصر العقائد" ، امام قاضی عیاض کی "شفا شریف" ، "سبل النجاة" ، "کنز الفوائد شرح بحر العقائد"

المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد

یہ ۱۳۲۰ھ کی تصنیف ہے ، یہ حضرت علام فضل رسول بدایونی کی تصنیف "المعتقد المنتقد" کا عربی حاشیہ ہے ، جس کا پورا نام "المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد" ہے ، جس میں مختلف مسائل کلامیہ پر امام احمد رضا قدس سرہ کی تحقیقات انیقہ موجود ہیں ، عقائد کے اصول و فروع میں مصنف سے عموماً اتفاق کرتے ہوئے محشی نے ان کی تائید کی ہے ، تاہم کچھ مقامات پر اسلوب بیان یا کچھ جزوی امور میں اختلاف بھی کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت کی کتب کلامی عموماً عقائد کے کسی ایک مسئلے پر ہوتی ہیں لیکن آپ کے اس حاشیہ میں تمام مسائل عقائد کے متعلق افادات و تحقیقات موجود ہیں۔ یہ حواشی اعلیٰ حضرت نے حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ کے مشورے پر تحریر فرمائے۔⁹

قوارع القہار

یہ 1318ھ میں تصنیف فرمائی، پورا نام "قوارع القہار علی المجسمۃ الفجار" ہے ، اس کا موضوع نام سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق جسم و جسمانیات کا نظریہ رکھنے والوں کا رد بلیغ ہے ، جیسے کرامیہ اور مجسمہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس زمانہ کے لوگوں نے بھی باری تعالیٰ کے لیے مکان و جہت کا قول کیا اور آیت ﴿الرحمن علی العرش استوی﴾ کو اس کے ظاہری معنی پر محمول کیا ، اعلیٰ حضرت نے اس کتاب میں اس کا رد بلیغ فرمایا، اللہ تعالیٰ کے مکان و جہت سے پاک ہونے پر اس تصنیف میں جو تفصیل اور جوشان استدلال ہے وہ نہایت ہی ممتاز اور منفرد ہے ، جس کے بعد کسی معاند کو بھی جائے مقال نہیں رہ جاتی ، اس میں اعلیٰ حضرت نے آیات متشابہات کے متعلق اور بھی اہل سنت کے موقف کی تفصیل فرمائی۔ اس تصنیف کو باری تعالیٰ کی تنزیہات کے بیان میں بجا طور پر اعلیٰ حضرت کا تجدیدی کارنامہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

سبحان السبوح

۱۳۰۷ھ میں تصنیف کی گئی، پورا نام "سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح" ہے ، اس کا موضوع اس کے نام سے ہی ظاہر ہے ، یعنی "جھوٹ کے عیب سے اللہ تعالیٰ کی پاکی۔" مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے براہین قاطعہ میں امکان کذب باری تعالیٰ کی حمایت کی ، اور اس امکان کے قائلین پر طعن کو برا کہا جس کی تائید رشید احمد گنگوہی نے کی ، اس سے پہلے اسماعیل دہلوی نے اپنے یک روزی رسالہ میں اللہ تعالیٰ کو جھوٹ بولنے پر قادر قرار دینے کی پرزور حمایت کی اور اس پر اپنے طور پر استدلال بھی کیا، اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان خرافات کے رد بالغ پر یہ جامع تصنیف پیش کی جس میں اپنے استدلال کو اس قدر اوج کمال پر پہنچایا کہ جس کے بعد کسی کے لئے مجال کلام باقی نہ رہا، یہی وجہ ہے کہ اس تصنیف پر ایک صدی سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود یہ معاندین کی طرف سے لا جواب رہی۔ اس کو بجا طور پر آپ کا تجدیدی کارنامہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ اسی مسئلہ پر ایک اور سوال کے جواب میں ایک مختصر رسالہ "دامان باغ سبحان السبوح" بھی تصنیف فرمایا۔¹⁰

القمع المبین لآمال المکذبین

انہیں حامیان امکان کذب باری نے کتب عقائد کی چند عبارتوں سے استدلال کیا تو اس کے رد پر یہ رسالہ تصنیف فرمایا اور ان کے استدلال کی خامی ظاہر فرمائی۔

باب العقائد والکلام

یہ کتاب الطہارت کا ایک ذیلی رسالہ ہے ، جس کا موضوع ہے کہ فرقہ ناجیہ اہل سنت جماعت کے سوا تمام باطل مذاہب کے پیروکار اللہ تعالیٰ کے متعلق درست عقیدہ نہیں رکھتے ، سب نے اپنے معبود کو ایسے اوصاف سے متصف

کیا ہے جس سے معبود حقیقی بالاتر ہے، جس کا حاصل یہ کہ در بارہ الوہیت ہی ان کے عقائد درست نہیں۔

انوار المنان

یہ کتاب آپ نے ۱۳۳۰ھ میں تصنیف فرمائی، عربی تصنیف ہے، اور اپنے موضوع پر نادر تحقیق، بلکہ یہ بھی علم کلام میں آپ کا ایک تجدیدی کارنامہ ہے۔ اس کا پورا نام "انوار المنان فی توحید القرآن" ہے۔ متاخرین متکلمین نے کلام باری تعالیٰ کے متعلق مشکل ابحاث کے حل کے لیے اسے دو قسموں میں تقسیم کر دیا، کلام لفظی اور کلام نفسی، مگر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس تقسیم کو باطل قرار دیا اور اس کے ابطال پر قرآن وحدیث اور اقوال ائمہ سے استدلال کیا، اپنے موضوع پر منفرد تصنیف ہے۔

مقامع الحديد

۱۳۰۴ھ کی تصنیف ہے، جو ایک متفلسف کی ایک تصنیف کا رد ہے، انہوں نے "المنطق الجديد لنطاق الناله الحديد" کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں فلاسفہ کے ان اصول کی تائید و تشریح کی جو کفریات وضلالات پر مشتمل ہیں، اعلیٰ حضرت نے اس کے رد میں "مقامع الحديد علی خد المنطق الجديد"، تصنیف فرمائی، جس میں ان تمام اقوال کفر وضلال کا الگ الگ او تفصیلی رد فرمایا۔

الکلمة الملہمة

یہ 1338ھ کی تصنیف ہے، یہ اصل میں "فوز مبین در رد حرکت زمین" کا ضمنی رسالہ ہے، "فوز مبین" آپ نے سائنس کے نظریہ حرکت زمین کے رد میں لکھی، جس میں ایک سو پانچ دلائل سے اسے باطل کیا، اس کی فصل سوم میں ایک تزییل لکھی جس میں فلاسفہ کے دس دلائل کا ذکر کر کے تیس مقامات میں ان کا تفصیلی رد لکھا۔ اس طرح یہ فلسفہ قدیمہ کے رد میں ایک مستقل کتاب ہوئی، جس کا پورا نام "الکلمة الملہمة فی الحکمة المحکمہ لوہاء فلسفہ المشئمہ" ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے "فوز مبین" اور "الکلمة الملہمة" دونوں کا بغور اور بالاستیعاب مطالعہ اہم ضروریات سے قرار دیا ہے، مقامع الحديد اور الکلمة الملہمة کے مباحث کا تعلق اصول عقائد سے ہے، کیوں کہ فلاسفہ نے بیولی، مادہ، صورت جسمیہ، افلاک اور ان کی حرکت کو قدیم قرار دیا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے علاوہ کسی چیز کو قدیم ماننا کفر ہے، اس لیے یہ دونوں رسالے اس عقیدہ حقہ کی تفصیل ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی فاعل مختار ہے، اور اس کے سوا تمام عالم اپنے تمام اجزاء اور مشتملات کے ساتھ حادث ہیں۔

خالص الاعتقاد

یہ تصنیف بھی علم غیب کے موضوع پر ہے، جو ۱۳۲۸ھ کی تصنیف ہے، اس کا تمہیدی رسالہ "رماح القہار علی کفر الکفار" بھی ہے۔ علم غیب کے موضوع پر ان کے علاوہ بھی آپ نے مختلف جہات سے متعدد تصانیف فرمائیں، مثلاً "انباء المصطفی بحال سرواخی" اور "ازاحة العیب بسیف الغیب" وغیرہ۔^{11,12}

امور عشرین در امتیاز عقائد سنیین

اس میں آپ نے ایسے بیس امور ذکر کیے جن سے اہل سنت کا دیگر اہل باطل اور بدمذہبوں سے امتیاز ہوتا ہے۔ بہت مختصر اور جامع ہے، دور حاضر میں اہل سنت کے معیار کے لیے یہ ایک نصاب کی حیثیت رکھتا ہے۔

خاتمہ

اس مقالہ (متکلمین اشاعرہ اور ماتریدیہ کی کلامی خدمات) میں ماتریدی اور اشعری علماء کرام کی کتب کے حوالے سے بالخصوص جائزہ لیا گیا ہے اور اس ضمن میں اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان ماتریدی کی علم الکلام کے حوالے سے کتب اور فتاویٰ رضویہ میں علم الکلام کے حوالے سے آپ کے مخصوص رسائل کا مختصر طور پر تعارف کروایا گیا ہے۔

مصنفین کی شراکت

حفیظہ نسرین اختر نے تحقیقی تصور کی تشکیل، مطالعے کے ڈیزائن اور اعداد و شمار جمع کرنے میں کردا ادا کیا جبکہ سیدہ بانو نے تحقیق کی تکمیل، فارمیٹنگ اور پروف ریڈنگ میں معاونت فراہم کی۔

مفادات کا ٹکراؤ

مصنفین اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ ان کے کسی بھی قسم کے مفادات کا ٹکراؤ موجود نہیں ہے۔

ڈیٹا کی دستیابی

تحقیق میں استعمال ہونے والا ڈیٹا مناسب درخواست پر متعلقہ مصنف سے دستیاب کیا جا سکتا ہے۔

اخلاقی منظوری

لاگو نہیں۔

مالی معاونت

اس تحقیق کے لیے کسی مخصوص ادارے یا ذریعے سے مالی معاونت حاصل نہیں کی گئی

حوالہ جات

1. سعد الدین مسعود بن عمر التفتازانی
2. ، شرح المقاصد فی علم الکلام، دار المعارف العثمانیہ، 1401ھ، ج2، ص243
3. عبد الرحمن بن محمد ابن خلدون، مقدمۃ ابن خلدون، فصل، علم الکلام وما یتعلق بہ، بیروت دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع، 1988ء، ص458-461
4. أبو حامد محمد بن محمد الغزالی، الاقتصاد في الاعتقاد، تحقیق عبد الله محمد الخلیلی، الطبعة الأولى، بیروت، دار الکتب العلمیة، 1323ھ، ص8
5. سعد الدین مسعود بن عمر التفتازانی، شرح المقاصد فی علم الکلام، دار المعارف العثمانیہ، 1301ھ، ج1، ص6
6. علی بن سلطان محمد القاری، منح الروض الأزهر فی شرح الفقه الأكبر، تحقیق وهبی سلیمان غاوجی بیروت، دار البشائر الإسلامیة، 1998ء، ص13
7. أبو جعفر أحمد بن محمد الطحاوی، العقيدة الطحاویة، بیروت: دار ابن حزم، 1995ء، ص2
8. سعد الدین مسعود بن عمر التفتازانی، شرح العقائد النسفیة، تحقیق احمد حجازی السقا، القاهرة، مكتبة الكليات الأزهریة، 1998ء، ص8-10
9. امجد علی اعظمی، بہار شریعت، حصہ اول، مکتبۃ المدینہ، لاہور، 2012ء، ص5
10. احمد رضا خان قادری، المعتمد المستند بناء نجاۃ الأبد: حاشیة علی المعتمد المنتقد، از فضل رسول بدایونی، 1320ھ، ص160
11. احمد رضا خان، سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح (دمشق، دار النعمان للعلوم، 1333ھ، ص133
12. احمد رضا خان بریلوی، خالص الاعتقاد، بریلی غوثیہ بک ڈپو، 1328ھ، ص83